Fikr-o-Nasar (Islamabad) 4:10 (1967)

تحقیقاتِ اسلامی کے مقاصد اور منہاج

سیّد قدرۃ اللہ فاطمی

تحقیقاتِ اسلامی کے مقاصد و مناہج کے اساسی اصول اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں متعیّن کر دیئے گئے ہیں۔ میں اس وقت آپ کی خدمت میں دستورِ پاکستان کی ان دفعات کو پیش کروں گا جن میں تحقیقاتِ اسلامی کے بارے میں بلاواسطہ یا بالواسطہ کہا گیا ہے اور اس کے بعد ان دفعات کے اہم مندرجات کی توضیح و تشریح چند تاریخی مثالوں سے کروں گا۔

ہمارے دستور کی دفعہ ۲۰۷ یہ لازم قرار دیتی ہے کہ

" ادارۂ تحقیقات اسلامی کے نام سے ایک ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے گا، جس کے قیام کا حکم صدر جمہوریہ جاری فرمائیں گے۔

اس ادارے کے قیام کا مقصد یہ ہوگا کہ یہ مسلم معاشرے کو صحیح اسلامی تعلیمات کی اساس پر دوبارہ تعمیر کرنے کے لئے اسلامی تحقیق اور تعلیم کا بندوبست کرے۔"

اس دفعہ کی رُو سے " مسلم معاشرے کی صحیح اسلامی تعلیمات کی اساس پر تعمیر نو" اسلامی تحقیقات کا بنیادی مقصد قرار پائی۔ دستور کے مقدمہ میں اس تعمیر نو کے مبادیات اور اصول بالتفصیل گنوائے گئے ہیں۔ مقدمے کے الفاظ یہ ہیں:

" ہر گاہ کہ ملّتِ پاکستان کا یہ عزم ہے کہ ..... (ب) وہ مملکتِ پاکستان میں جمہوریت، آزادی، مساوات اور عدل اجتماعی کے وہ اصول نافذ کرے جن کی اسلام نے ہدایت فرمائی ہے اور (ج) ایسی مملکت کا قیام عمل میں لائے جس میں جمہوریہ پاکستان کے لئے اسلامی تعلیمات کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں جاری و ساری کرنے کے مواقع فراہم ہوں۔"

" اصولِ سیاست" کے باب میں دستورِ پاکستان کی قرار داد یہ ہے کہ

" مسلمانانِ پاکستان کو وہ سہولتیں فراہم کی جائیں، جن کے ذریعہ وہ اسلام کے اساسی اصول کے مطابق

(یہ مقالہ مذاکرہ میں پڑھا گیا ۔ مدیر)

اپنی زندگیاں استوار کر سکیں۔"

ظاہر ہے کہ یہ سہولتیں فراہم کرنا اسلامی تحقیقات ہی کا فرض اوّلین ہے۔

"اصولِ قانون سازی" کے باب میں دستور پاکستان نے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کیا ہے کہ "کوئی قانون اسلام کی شریعت کے منافی ہرگز نہ ہوگا۔" یہ بھی تحقیقات اسلامی ہی کا منصب اور فریضہ ہے کہ وہ یہ متعین کرے کہ کونسا قانون شریعتِ اسلامی کے موافق اور کونسا اس کے منافی ہے۔

دستور پاکستان کی یہ تصریحات دس کروڑ پاکستانی مسلمانوں کی آرزوؤں اور تمنّاؤں کا ثمرہ ہیں۔ نہ صرف پاکستان بلکہ پورے برّعظیم ہند و پاکستان کے مسلمانوں کی طویل اور عظیم جدّوجہد کا ماحصل یہ ہے کہ ہم اس برّعظیم میں مسلمانوں کے لئے ایک ایسا وطن بنائیں جہاں مسلمان اسلامی تعلیمات کی اساس پر اپنے معاشرے کی تعمیرِ نو کر سکتے ہوں۔

خواتین و حضرات! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو یہ یاد دلاؤں کہ آج ہم جہاں مجتمع ہیں اس شہر سے سو میل سے کم کے دائرے کے اندر اس جہاد پاکستان کی اوّلین جنگیں لڑی گئی تھیں۔ اکوڑہ، حضرو، ہنڈ، پنجتار، شنکیاری، زیدہ، تربیلا، امب، مردان اور بالاکوٹ کی لڑائیاں ہمارے جہاد کے روشن مینارے ہیں۔ اس جہاد کے جس کا مقصد وحید یہ تھا کہ اس سرزمین پر ایک مملکت ایسی قائم ہو، جہاں معاشرے کی بنیادیں حقیقی اسلامی تعلیمات پر استوار کی جا سکیں۔

سعودی عرب کے مہمانانِ گرامی قدر! شائد یہ آپ کی دلچسپی کی بات ہو کہ اسلام کے ان مجاہدوں کو ان کے معاندین نے وہاّبی ہونے کا طعنہ دیا تھا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ان مجاہدین کے امیر و امام سید احمد شہیدؒ بجا طور پر نجدی شاعر عمران بن رضوان کی زبانی یہ برملا اعلان کر سکتے تھے کہ

ان کان تابع احمد متوهبا   فأنا المقر بأنني وهابي

(اگر احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو کار وہابی ہے۔ تو ہاں، مجھے اپنے جرم وفا کا اعتراف ہے۔ میں وہابی ہی ہوں)

أنفي الشريك فليس لي   رب سوى المتفرد الوهاب

(میں خدا کے ساتھ شرکت کے ہر دعویدار کو رد کرتا ہوں۔ سوائے یگانہ و وہاب اللہ کے کوئی میرا پروردگار نہیں)

سید احمد شہیدؒ اور شیخ الاسلام محمدّ بن عبدالوہابؒ کی تحریکات کے اغراض و مقاصد اور طریق کار و دستور العمل میں بہت زیادہ مماثلت ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ سید شہیدؒ نے جہاد کی دعوت اپنے سفرِ حج اور مکہ معظمہ میں یک سالہ طویل قیام سے لوٹنے کے بعد ہی دی تھی۔ ان اسباب کے پیش نظر اس عام نظریے کو قبول کرنے کے لئے بڑی گنجائش موجود ہے۔ سید احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد شیخ الاسلام محمدّ بن عبدالوہابؒ کی دعوت کا نقش ثانی تھی۔ سید شہیدؒ کی

تحریک کا منبع اصلی کیا تھا، اس کے بارے میں بڑی علمی بحث ہوتی رہی ہے۔ اس بحث سے قطعِ نظر، اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ نام نہاد وہابی تحریک بقول علامہ و عارف اقبالؒ موجودہ اسلام کے قلب کی پہلی حرکت تھی۔ علامہ اقبال اپنے اس خطبے میں آگے چل کر یہ فرماتے ہیں: "ایشیا اور افریقہ میں جتنی بھی اسلامی تحریکیں ابھریں وہ بلاواسطہ یا بالواسطہ وہابی تحریک ہی کی خوشہ چیں رہی ہیں۔" علامہ اقبالؒ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اس تحریک کی سب سے نمایاں خصوصیت وہ روحِ حریت ہے جو اس میں جاری و ساری ہے۔ اور امام ابن تیمیہؒ کی طرح شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ بھی اس بات کے قائل تھے کہ فقہ کے مذاہب اربعہ پر اجتہاد ختم نہیں ہوا بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ نصوص پر از سرِ نو نظر ڈالی جائے اور ان سے مسائل حاضرہ کا حل تلاش کیا جائے۔

یہ "روحِ حریت" جسے علامہ اقبال وہابی تحریک کی نمایاں ترین خصوصیت بتا رہے ہیں، نہ صرف اسلامی بلکہ ہر نوع کی تحقیق کے لئے لابدی ہیں۔ البتہ اسلامی تحقیق کے لئے روحِ حریت کے علاوہ چند اور شرائط بھی لازمی ہیں۔ وہ شرائط کیا ہیں؟ ان کو جس قدر ایجاز کے ساتھ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ نے اپنی تصنیف الاصول الثلاثۃ و ادلتہا میں بیان کیا ہے۔ اس کی نظیر مجھے کہیں اور نظر نہیں آئی ہے۔ میں اس کا اقتباس پیش خدمت کرتا ہوں:۔

اعلم رحمك الله انه علينا تعلم أربع مسائل: الاولیٰ العلم وهو معرفة الله و معرفة نبيه و معرفة دين الاسلام بالأدلة الثانيه العمل به۔ الثالثة الدعوة اليه الرابعة الصبر على الاذى فيه والدليل قوله تعالى۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم والعصر ان الانسان لفي خسرٍ الا الذين آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت و تواصوا بالحق وتواصوا بالصبر قال الشافعي رحمه الله "لو ما انزل الله حجة على خلقه الا هذه السورة لكفتهم" وقال البخاري رحمه الله "باب العلم

جان لو — خدا تم پر رحم کرے — کہ ہم پر چار چیزوں کا سیکھنا واجب ہے۔ اوّل علم اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ اور اس کے نبی صلعم اور دین اسلام کو دلیلوں کے ذریعہ پہچانیں۔ دوم اس پر عمل۔ سوم اس کی طرف دعوت دینا۔ چہارم اس راہ میں جو اذیت پہنچے اس پر صبر کرنا اور ان دعاوی پر ہماری دلیل ہے فرمان خداوندی سورۂ العصر (قسم ہے زمانے کی، انسان خسارے میں ہے، سوائے ان کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے اور جنہوں نے حق بات کی ایک دوسرے کو نصیحت کی اور جنہوں نے اس نصیحت کے لئے صبر سے کام لیا) امام شافعیؒ کا ارشاد ہے: "اگر خدا اپنی مخلوق کے لئے اس سورۃ کے علاوہ کوئی اور حجت نہ اتارتا تو یہی کافی ہوتی"۔ امام بخاری نے ایک باب کا عنوان قائم کیا ہے کہ

قبل القول والعمل" والدلیل قولہ تعالیٰ فاعلم انّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ واستغفر لذنبك فبدأ بالعلم قبل القول والعمل

"علم کو قول (یعنی اظہار عقیدہ) اور (مذہبی) اعمال پر فوقیت حاصل ہے" اور اس پر دلیل ہے فرمان خداوندی: فاعلم انّہ لا الٰہ الّا اللّٰہ الآیۃ (پس جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرو) اس آیت میں خدا نے علم یعنی جاننے کو قول اور عمل سے پہلے بیان کیا۔

اس اقتباس میں سب سے اہم اور قابل غور نکتہ یہ ہے کہ شیخ الاسلام العلم بالأدلّۃ پر زور دے رہے ہیں اور خود ان کا یہ اقتباس اس علم بالأدلّۃ کا ایک کامیاب عملی نمونہ ہے۔ حضرت شیخ الاسلام کے طرز تحریر کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک جملے میں ایک دعویٰ پیش کرتے ہیں اور اس کے فوراً بعد اگلے جملے میں اس کی دلیل، اس کی سند پیش کر دیتے ہیں۔ دلائل (أدلّۃ) پر یہ زور، استناد پر یہ اصرار تحقیق کے منہاج کی اصل ہے۔ بلکہ تحقیق کی اگر جامع ومانع تعریف کی جائے تو اس کے لئے العلم بالأدلّۃ سے زیادہ موزوں تعریف نہیں ملے گی۔ دوسرا قابل غور نکتہ یہ ہے کہ شیخ الاسلام کا نظریہ یہ ہے کہ العلم فوق القول والعمل یعنی علم مذہبی عقیدے کے قولی اعتراف اور عملی اظہار پر فوقیت رکھتا ہے۔ اسلامی تحقیق کی اساس علم کے عقیدے اور عمل کی فوقیت ہی پر استوار کی جا سکتی ہے۔

میں نے چند لمحے پیشتر علامہ اقبالؒ کا یہ قول نقل کیا تھا کہ وہابی تحریک کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کی روح حرّیت ہے۔ شیخ الاسلام کے طرز تحریر کی پیروی کرتے ہوئے مجھ پر لازم آتا ہے کہ میں اس دعوے پر دلیل آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ وھو ھٰذا: آج سے چالیس سال قبل سلطان عبد العزیز آل سعود کے حکم سے قاہرہ کے مطبعۃ المنار میں علامہ رشید رضا کی زیر نگرانی چند قیمتی رسائل کا ایک مجموعہ التحفۃ السنّیۃ کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس مجموعہ رسائل میں تیسرا رسالہ امام عبد اللہ بن شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کی تصنیف ہے۔ اس رسالہ میں ایک عبارت یوں درج ہے:۔

لاننکر علی من قلّد أحد الأئمّۃ الأربعۃ دون غیرھم لعدم ضبط مذاھب الغیر۔

ہم چار اماموں میں سے کسی کی تقلید کرنے والے کو رد نہیں کرتے البتہ ان کے علاوہ کسی اور امام کی تقلید کو روا نہیں رکھتے کیونکہ کسی اور کی فقہ مدوّن نہیں ہے۔

اسی رسالے کے جامع ومصحّح نے سرکاری طور پر شائع شدہ رسالہ کی اس عبارت پر جو حاشیہ چڑھایا ہے

وہ قابل غور ہے۔ حاشیہ میں درج ہے :

والظاهر انّ صاحب هذه الرسالة ووالده لم يطّلعوا على كتب الزيديّة في الفقه ولو اطّلعوا عليها لعلموا أنّ فقههم مدوّن وكذلك الاماميّة وان الفرق بينه وبين فقه الأربعة قليل، قلّما قال احد مجتهديه قولاً أنفرد به خالف الإجماع قبله وكيف وهم يحتجون بالإجماع وبعمل السلف؟ وكذا بأحاديث دواوين السنّة المشهورة كالكتب الستّة وقد كان مشائخنا يقولون كما قال مشائخ نجد أن سبب حصر التقليد في فقه الأربعة دون سائر مجتهدي الأمّة هو تدوين مذاهبهم دون غيرها وهذا اغلط سببه عدم الإطّلاع.

ظاہر ہے کہ اس رسالے کے مصنّف اور ان کے والد (شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب) زیدی (شیعہ) فقہ کی کتابوں کے بارے میں نہیں جانتے تھے۔ اگر انہیں اطلاع ہوتی تو وہ جانتے کہ ان کی فقہ مدوّن ہے اور یہی حال امامیہ (جعفری شیعہ) فقہ کا ہے۔ انہیں یہ بھی معلوم ہوتا کہ زیدی فقہ اور ائمہ اربعہ کی فقہوں میں بہت کم فرق ہے۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ زیدی مجتہد اپنے سے پہلے لوگوں کے اجماع کے خلاف اپنی انفرادی رائے کا اظہار کرتے ہوں۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ان کے نزدیک اجماع اور عمل سلف حجّت ہے؟ اور اسی طرح وہ سنت نبوی کے مشہور ذخیروں مثلاً صحاح ستّہ کو سند مانتے ہیں۔ نجد کے علماء کی طرح ہمارے ملک (مصر) کے علماء اور شیوخ بھی یہی کہا کرتے تھے کہ ائمہ اربعہ کے مذاہب میں تقلید کے حصر کا سبب یہ ہے کہ ان کی فقہیں مدوّن ہیں جب کہ دوسرے آئمہ کی فقہ مدوّن نہیں یہ قول غلط ہے۔ اس کا سبب عدم واقفیت ہے۔

اس حاشیہ سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ان رسائل کے جامع و مرتّب نے تاریخی حقائق کے پیش نظر اپنے امام وقت بلکہ خود شیخ الاسلام، تمام مشائخ نجد اور خود مصر کے تمام مشائخ و علماء کے ایک اہم عقیدے کی واضح تغلیط اور تردید کر ڈالی ہے۔ اور یہ اہم عقیدہ جسے فاضل مرتب ردّ کر رہے ہیں یہ ہے کہ تقلید اہل سنت کے چار اماموں کی فقہ میں منحصر ہے۔ اس کے برخلاف وہ برملا اس تاریخی حقیقت کا اظہار کر رہے ہیں کہ اہل تشیع میں سے زیدی اور امامیہ (جعفری) فقہ بھی ویسی ہی مدوّن ہے جیسی سنّی فقہ۔ بالخصوص زیدی فقہ کے اہل سنت کے

فقہی مذاہب سے قریب ہونے کو بالتفصیل اور بہ تاکید واضح کر رہے ہیں۔ یہ ہے وہ روحِ حریت، وہ جراءتِ علمی وہ اذعانِ حقائق، قولِ سلف پر قولِ حق کو ترجیح دینے کی وہ ایمانی قوت اور وہ ناقدانہ بصیرت جو اسلامی تحقیق کی منہاج کے لوازمات میں داخل ہیں۔

سعودی عرب کی وہابی مملکت کے مہمانانِ گرامی قدر! آج آپ حضرات کا ورود باسعود اسلامی تحقیق کے مقصد و منہاج کے بارے میں جن چند پریشان خیالات کے انگیخت کا باعث ہوا تھا انہیں میں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب اور ان کے ارشد تلامذہ کی تصانیف کے چند اقتباسات کی زبانی پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس امید پر کہ یہ ہدایات ہم تحقیقاتِ اسلامی کے ادنیٰ سپاہیوں کے لئے شمع راہ ثابت ہوں۔ ووفقنا اللہ لما یحب ویرضیٰ۔

سلامٌ علی نجدٍ ومن حل بالنجد والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجموعہ قوانینِ اسلامی

(جلد اوّل)

تنزیل الرحمٰن (ایڈوکیٹ) اعزازی پروفیسر ادارۂ تحقیقات اسلامی

ادارہ تحقیقات اسلامی نے اسلامی قوانین کو جدید انداز پر مدوّن کرنے کا جامع منصوبہ بنایا ہے۔ یہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

جلد اوّل میں نکاح، مہر اور نفقہ سے متعلق قوانینِ اسلام شامل ہیں۔ ان میں احکام کے ماخذ، اسباب وعلل، قانونی اثرات ونتائج، فقہی اختلافات اور عدالتی فیصلوں کا تنقیدی وتفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

صفحات: ۳۴۸ قیمت: دس روپے

ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی لالکرتی راولپنڈی